احسان اور اسلام کے باطنی اور روحانی پہلوؤں پر
قرآن کے نقطۂ نظر سے بھرپور تذکرہ شاہکار

آثار الاحسان

فی سیر السلوک والعرفان

جلد اوّل

تالیف

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ
ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

دار المعارف
الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

احسان اور اسلام کے باطنی اور رُوحانی پہلو پر
مُؤلّف کے قلم سے عصرِ حاضر کا شاہکار

آثار الاحسان

فی سیرِ

السُّلوک والعِرفان

جلدِ اوّل

تالیف
ڈاکٹر علامہ خالد محمود
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

دار المعارف
الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

نام کتاب ـــــــــ آثار الاحسان فی سیر السلوک والعرفان

تالیف ـــــــــ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

کتابت کمپیوٹر ـــــــــ حافظ محمد اقبال صاحب (برما)

کتابت فہرست ـــــــــ محمد حفیظ الحق صدیقی (خانیوال)

صفحات ـــــــــ ۴۹۶

اشاعت ـــــــــ ۱۹۹۸ء

ناشر ـــــــــ دار المعارف اردو بازار لاہور پاکستان

قیمت مجلد ـــــــــ ۱۹۵ روپے لاہور   دس پاؤنڈ مانچسٹر

احسان الحق خان ناظم دفتر دار المعارف سنت نگر لاہور

فہرست

اس سے معلوم ہوا کہ فرائض رسالت میں صرف کتاب وسنت کی تعلیم نہیں ان میں دلوں کو صاف کرنے کا عمل اور ان میں اخلاص اتارنا بھی شامل ہے دلوں پر محنت کرنے کی بھی ایک سمت ہے اور یہی تصوف کا نقطہ آغاز ہے روحانی علم کی جملہ نہریں کتاب وسنت کے انہی چشموں سے جاری ہوتی ہیں - تفسیر ماجدی میں ہے

رسول کی پہلی حیثیت مبلغ اعظم کی ہوتی ہے ---- رسول کی دوسری حیثیت معلم اعظم کی ہوئی ---- رسول کی تیسری حیثیت مرشد اعظم کی ہوئی یزکیھم میں تزکیہ سے مراد دلوں کی صفائی ہے رسول کا کام محض الفاظ اور احکام ظاہر کی تشریح تک محدود نہ رہے گا بلکہ وہ اخلاق کی پاکیزگی اور نیتوں کی اخلاص کے بھی فرائض سرانجام دیں گے (تفسیر سورہ البقرہ ص ۵۱)

جس طرح خلافت ظاہرہ میں عدالتوں کا قائم کرنا ضرورت کے وقت جہاد کرنا عشر وخراج کا وصول کرنا اور اسے مستحقین پر لوٹانا بادشاہ عدل کی ذمہ داری ہے دلوں کا پاک کرنا اور ان میں نور پیدا کرنا یہ خلافت باطنہ ہے مجدد مأۃ دوازدہم امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

والخلافة الباطنة تعليم الكتاب والحكمة وتزكيهم بالنور الباطن بقوارع الوعظ وجواذب الصحبة لما قال عز من قائل لقد من الله ---- الاية (تفہیمات الہیہ ج ۱ ص ۱۳)

(ترجمہ) اور خلافت باطنہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کی تعلیم دی جائے اور لوگوں کے دلوں کا تزکیہ نور باطن سے ایسے مواعظ سے کیا جائے جو کانوں کو کھڑکھڑادیں اور کاملین کی ایسی صحبت میسر آئے جس میں جذب کی سان ہو اور دل اس طرف کھنچ جائیں جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا - بیشک اللہ تعالی نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ تعالی کی آیات پڑھے انکے دلوں کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے پہلے یہ ایک کھلی گمراہی میں ہیں

سو یہ بات واضح ہے کہ تزکیہ وتصوف کا موضوع دل ہے جس طرح فقہ کا موضوع انسان کے جوارح بدنی ہیں فقہ سے اسلام کا ظاہری ڈھانچہ قائم ہوتا ہے اور تزکیہ قلب سے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے اسے احسان بھی کہا گیا اس سے انسان کے تمام اعمال وکردار میں

حسن اور نکھار آجاتا ہے اس حسن کو باب افعال میں احسان کہتے ہیں - تصفیہ باب تفعیل ہے اور پھر باب مفاعلہ ہے اور اسکی باری مراقبہ میں آتی ہے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

پھر باب تفعل ہے یہ تصوف ہے آگے باب افتعل سے اصطفاء ہے اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحق حضرت یعقوب حضرت اسماعیل حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل کو اس درجہ کے اخیار میں ذکر کیا ہے

واذكر عبادنا ابراهيم واسحق ويعقوب اولى الايدى والابصار - انا اخلصنهم بخالصة ذكر الدار وانهم عندنا لمن المصطفين الاخيار واذكر اسمعيل واليسع وذالكفل وكل من الاخيار (پ ۲۳ سورہ ص)

(ترجمہ) اور یاد کریں ہمارے بندوں کو ابراہیم کو اسحق کو یعقوب کو وہ ہاتھوں والے اور وہ آنکھوں والے تھے ہم نے انہیں خالص کردیا ایک چنی بات سے اور وہ یاد ہے اس گھر کی - اور وہ سب ہمارے نزدیک چنے ہوئے نیک لوگوں میں سے ہیں - اور یاد کریں اسمٰعیل کو الیسع کو اور ذوالکفل کو اور یہ سب خوبی والے تھے

یہاں آنکھوں والوں سے مراد یہ ظاہری آنکھیں نہیں باطنی آنکھیں مراد ہیں جنکی یہ آنکھیں کھلیں وہی حقیقت میں بینا ہیں اندھے وہ نہیں جنکی یہ آنکھیں نہ ہوں اندھے وہ ہیں جو دلوں کے اندھے ہیں لاتعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التى فى الصدور (پ ۱۷ الحج ۴۶)

اللہ تعالی کی نظر صورتوں پر نہیں دلوں پر ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الله لاينظر الى صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۷)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالی تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے

اس حدیث پر امام نووی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں